JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 14, Issue: 02, January –June 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

اباحت اصلیہ کا اصول اور اس کی وسعت ۔ایک تحقیقی جائزہ

The Principle of Ibaḥat-e-Aṣliah (Permissibility by Default) and its Scope -A Research Based Study

***Dr. Numan Anwar.* ***
Shariah Advisor, Global Halal Services, Pakistan.
Dr. Hafiz Abdul Basit Khan**
Assistant Professor, Sheikh Zayd Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore.

Abstract

Islam is a complete system of life. Allah Almighty has made some things lawful and some unlawful. But there are many things in the universe that are permissible and there are no explicit texts about them. The research question that has been addressed in this article is that what are the limits, scope, importance and modern application of this principle: Ibaḥat-e-Aṣliah (Permissibility by Default) especially in the context of halāl food and cosmetic industry. The writers at first has provided its explanation in the light of Qur'an and Sunnah and the sayings and opinions of the jurists. Then, exceptions of this principle have been discussed in full length. And finally, some important rules regarding the application of the said rule with modern examples have been also discussed. As a result, it is understood that there is real immorality in things and the things that have been declared halāl by the Shari'ah are halāl, and the things that have been declared harām by the Shari'ah are harām. Moreover, the things that have been silenced, If no ruling has been given about them, it will be permissible. Considering something as illegitimate or harām simply because it is not mentioned or due to lack of evidence is contrary to the Shari'ah and deviates from the system of status and sanctity prescribed by Islam, because the silence of the Shari'ah on something is itself an

indication that the thing is permissible. In Islam, the status of a Shari'ah belongs only to Allah (SWT) and Muhammad (peace be upon him). In order to give the believers an orderly life, certain things that were harmful to them have been declared harām.

Keywords: *Halāl, harām, Shari'ah, halāl food, cosmetic, principle, evidence.*

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہی وجہ ہے کہ زندگی کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے متعلق اسلام نے رہنمائی نہ کی ہو۔ اشیاء کی تحلیل و تحریم کے حوالے سے اسلام نے جو اصول تشریع مقرر کئے ہیں ان میں پہلا اصول یہ مقرر کیا ہے کہ اللہ تعالی کی پیدا کردہ تمام چیزیں مباح ہیں۔ حرام اور واجب صرف وہ چیزیں ہیں جن کی حرمت یا وجوب کے بارے میں صحیح اور صریح نص وارد ہو چکی ہو، اگر کسی شے کی حرمت و وجوب کے حوالے سے صحیح اور صریح نص نہ پائی جاتی ہو تو وہ چیز مباح تصور کی جائے گی۔ دنیا کے تمام نظام قانون کا ایک بنیادی اصول ہے کہ اشیاء وافعال اپنی اصل کے اعتبار سے مباح اور جائز ہیں، پھر ان اشیاء میں سے جو لازمی طور پر مطلوب یا ممنوع ہوتی ہیں خود ان کو یا ان کی علت کو نصوص میں بیان کر دیا جاتا ہے ان کے علاوہ باقی اشیاء کو مباح کے طور پر مطلق چھوڑ دیا جاتا ہے۔ایسی مباح اشیاء کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں لوگوں کو اختیار ہوتا ہے،اور ان کے کرنے یا نہ کرنے پر شرعی لحاظ سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ قوانین کی تشکیل میں کہیں بھی مباح امور کا احاطہ نہیں کیا جاتا بلکہ صرف لازمی وحرام امور کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

اسلام کے قانون سازی کے اصولوں میں قلّتِ تکلیف ایک بنیادی اصول ہے یہی وجہ ہے اس میں محرمات و واجبات کا دائرہ مباح اور جائز امور کے مقابلے میں تنگ اور محدود ہے، کیونکہ محرمات اور واجبات وہ امور ہوتے ہیں جن کا انسان لازمی طور پر پابند ہوتا ہے۔ فطری طور پر انسان چونکہ آزاد منش پیدا ہوا ہے ،زیادہ پابندیوں سے کتراتا ہے اور آسانیوں کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے، اس لئے اسلام نے واجبات و ممنوعات کے احکام کا غیر ضروری بوجھ انسان پر نہیں ڈالا بلکہ چند محدود اشیاء و امور جن کا کرنا یا نہ کرنا انسان کی دینی و دنیوی فلاح کے لئے نہایت ضروری تھا کا پابند ٹھہرایا اور باقی اشیاء کو انسانی اختیار پر چھوڑتے ہوئے مباح قرار دے دیا ہے۔ یعنی اسلام کے مطابق زمین وآسمان کی تمام اشیاء بنی نوع انسان کے انتفاع کے لئے تخلیق کی گئی ہیں جس کا تقاضہ ہے کہ زمین وآسمان کی تمام اشیاء مباح الاصل ہوں سوائے ان اشیاء کے جن کے کرنے یا نہ کرنے کا انسان کو پابند ٹھہرایا گیا ہے۔ اس تصور کو نظریہ (قاعدہ) اباحت اصلیہ (اشیاء میں اصل اباحت) کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قاعدہ سے متعلق تعبیرات

قاعدہ اباحت اصلیہ (اشیاء میں اصل اباحت ہے) کو اصول فقہ، قواعد فقہ اور دیگر کتب میں مختلف الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

الأصل في الأشياء الإباحة۔ [1]

''اشیاء میں اصل جواز (جائز ہونا) ہے۔''

ان الاصل في الاشياء الإباحة وان الحرمة بالنهي عنها شرعا۔ [2].

''اشیاء میں اصل جواز (جائز ہونا) ہے اور حرمت (ممانعت) صرف شرعی دلیل سے ہوگی۔''

الأشياء على الإباحة حتى يرد الشرع بالمنع۔ [3].

" چیزیں اس وقت تک جائز ہیں جب تک شرعی ممانعت نہ ہو"-

الأمور أصلها الإباحة حتى يثبت الحظر۔ [4]-

''جب تک ممانعت شرعی ثابت نہ ہو، تمام امور میں جواز ہی اصل ہے۔''

الأصل في المنافع الإذن و في المضار المنع۔ [5].

''مفید چیزوں میں اصل اجازت ہے اور نقصان دہ چیزوں میں اصل ممانعت ہے۔''

قاعدہ اباحت کی مذکورہ بالا تمام تعبیرات کے الفاظ اور ان کی ترتیب میں اگرچہ تھوڑا بہت اختلاف پایا جاتا ہے، مگر سب کا مقصود ایک ہی ہے کہ جب تک کسی شے کی حرمت کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو تو وہ حلال متصود ہوگی۔

زیر بحث قاعدہ اور اس کی توضیح

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ جن اشیاء کے بارے میں قرآن و سنت خاموش ہیں، یعنی قرآن و سنت میں جن اشیاء کی حلت و حرمت مذکور نہیں، ایسی اشیاء اپنی اصل کے اعتبار سے مباح اور جائز سمجھی جائیں گی ۔ لیکن اگر کسی چیز کے بارے میں دلائل شرعیہ سے کوئی صریح اور واضح حکم موجود ہو تو وہ اس زمرے میں نہیں آئے گی اور نہ ہی اس چیز کو اس اصول کی بنیاد پر مباح کہا جائے گا بلکہ اس کے بارے میں دلائلِ شریعت سے جو حکم متعین ہے وہی معتبر ہوگا- حاصل یہ کہ اگر کسی چیز کی حرمت یا کراہت شرعی دلائل سے ثابت نہ ہو تو اس کو اپنی اصل کے لحاظ سے مباح سمجھا جائے گا[6]-

قاعدہ کی ضرورت واہمیت

اس وقت روزمرہ استعمال کی اشیاء میں حرام اور نجس اجزائے ترکیبی (Ingredients) استعمال ہو رہے ہیں ۔بعض مصنوعات میں تو شرعی طور پر مشکوک اجزاء یقیناً پائے جاتے ہیں ،بعض میں ان کا احتمال ہے اور بعض کے متعلق صرف افواہیں پھیلائی جارہی ہیں جن کا شرعاً کوئی اعتبار ہیں۔

لیکن دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ بعض حضرات اور ادارے ہر اس چیز پر اسی قاعدے کو لاگو کر کے افراط کا شکار ہو رہے ہیں اور بعض دیگر اکثر چیزوں میں اس قاعدے کو نظر انداز کر کے خود بھی تفریط کا شکار ہو رہے ہیں اور شکوک و شبہات میں مبتلا کر رہے ہیں ۔ان دونوں فریقوں کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں لیکن یہ دلائل شریعت کے مزاج (اعتدال اور میانہ روی) اور مقاصد سے مطابقت نہیں رکھتے۔

ان حالات میں علمائے کرام پر شرعاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس حوالے سے شریعت کے راہنما اصولوں کے سامنے رکھ کر بھرپور تحقیق کریں اور شریعت مطہرہ کی صحیح تعلیمات سامنے لائیں تاکہ مسلمانوں کو ایک طرف حرام اور ناپاک اشیاء کے استعمال سے بچایا جا سکے اور دوسری طرف غلو فی الدین کے گناہ سے ۔

پھر اس حوالے سے درآمد ہونے والی اشیاء اور اجزاء پر تحقیق کی خصوصی ضرورت ہے کیونکہ غیر مسلم حلال وحرام میں کوئی تمیز نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے مفادات ہی کو پیش نظر رکھتے ہیں ۔لہٰذا یہ مسلمانوں کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ خود کو دینی و دنیوی نقصان سے بچائیں[7]۔

مذکورہ قاعدہ (اشیاء میں اصل اباحت ہے) کسی زمانے کے ساتھ مقید ہے کہ نہیں؟

اکثر و بیشتر اس قاعدے کو کسی خاص زمانے کے ساتھ مقید نہیں کیا جاتا بلکہ عمومی طور پر ذکر کیا جاتا ہے ۔اس سے معلوم ہوا کہ اس قاعدہ کو ہر زمانے میں پیش نظر رکھا جائے۔

البتہ بعض حضرات اس کو زمانہ فترۃ کے ساتھ خاص کرتے ہیں ۔اس حوالے سے سب سے زیادہ نمایاں نام فخر الاسلام بزدویؒ کا سامنے آیا ہے جنہوں نے اس قاعدے کو صراحتاً نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیانی زمانے کے ساتھ خاص کیا ہے[8]۔بعض معاصرین نے بھی یہی رجحان ظاہر کیا ہے[9]۔

لیکن درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قاعدہ عام ہے، کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں، کیونکہ اکثر حضرات نے اس کو کسی زمانے کے ساتھ مقید نہیں کیا-اس طرح متداول کتبِ فقہ میں بہت سے مسائل کی تخریج اسی قاعدے پر بغیر کسی زمانے کے ساتھ مقید کیے کی جاتی ہے- چنانچہ تلقی بالقبول بھی اسی کو حاصل ہوئی ہے اور آج تک فتویٰ میں بھی اسی بات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے[10]-

باقی رہا یہ استدلال کہ شریعت کے آنے کے بعد دلیل کو دیکھا جائے گا اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں –جن حضرات نے اس قاعدے کو کسی زمانے کے ساتھ مقید نہیں کیا ان کا مقصد بھی صرف یہی ہے کہ اگر تتبع کے بعد حرمت کی دلیل نہ ملے تو پھر اس قاعدے کے پیشِ نظر اجازت دی جائے گی[11]-

کائنات میں پائی جانیں والی چیزیں اصلاً حلال ہیں یا حرام؟

تین مختلف مؤقف

اس بات پر اصول فقہ میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے کہ کیا؛

1. کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل و ثبوت کی ضرورت ہو گی؟ یا
2. کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً ممنوع اور حرام ہیں اور حلال ہونے کے لیے شرعی دلیل و ثبوت کی ضرورت ہو گی؟ یا
3. کائنات میں پائے جانے والی تمام چیزوں کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے گا، یعنی کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا حکم اس وقت تک نہیں لگائیں گے جب تک ہمارے پاس کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو؟

پہلے کو فقہاء کرام **الاصل في الاشياء الاباحة**، دوسرے کو **الاصل في الاشياء الحرمة**، جب کہ تیسرے کو **الاصل في الاشياء التوقف** سے تعبیر کرتے ہیں[12]-

مذکورہ قاعدہ اور مذاہب اربعہ

فقہ اسلامی کے موجود ذخیرے میں مختلف فقہاء کرام کی طرف مختلف اقوال منسوب کیے گئے، ذیل میں مختلف مسالک کی روشنی میں اس قاعدہ (اصول) کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

احناف کا مؤقف

فقہاء احناف کی طرف تینوں مؤقف (حلال، حرام اور توقف) منسوب کیے جاتے ہیں، تاہم جمہور فقہاءِ احنافؒ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل اور ثبوت کا ہونا ضروری ہے[13]۔

شوافع کا مؤقف

جمہور شوافعؒ کے ہاں بھی اشیاء میں اصل اباحت ہے اور حرمت کے ثبوت کے لیے دلیل شرعی کی ضرورت ہوگی[14]۔

مالکیہ کا مؤقف

احناف کی طرح مالکیہؒ کی طرف بھی تینوں اقوال (حلال، حرام اور توقف) منسوب کیے گئے ہیں، تاہم مالکیہؒ کا راجح مذہب یہی ہے کہ کائنات میں پائی جانے والی تمام اشیاء اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے دلیل شرعی کی ضرورت ہوگی[15]۔
البتہ مالکیہؒ کے ہاں ایک اور قول بھی ملتا ہے کہ جن اشیاء میں منفعت (غالب) ہو ان میں اصل اباحت ہو گی اور جن میں مضرت (غالب) ہو ان میں اصل ممانعت ہوگی[16]۔ لیکن یہ قول صرف مالکیہ کا امتیاز نہیں بلکہ یہ تفصیل تمام فقہاء کے نزدیک ہے[17]۔

حنابلہ کا مؤقف

جمہور حنابلہؒ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے دلیل شرعی کی ضرورت ہوگی۔ ([18])

خلاصہ

قاعدہ اشیاء میں اصل اباحت ہے مذاہب اربعہ میں مختلف فیہ ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ اختلافی قاعدہ ہے نہ کہ اتفاقی۔ تاہم جمہور اشیاء کی اباحت کے ہی قائل ہیں۔

مذکورہ قاعدے کا ثبوت آیت قرآنیہ سے

مذکورہ قاعدہ قرآنِ کریم کی کئی آیات سے ثابت ہے جن میں سے چند کا ذکر مندرجہ ذیل ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔۔ ے[19]

ترجمہ: وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لیے پیدا کیا(آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت کریمہ سے معلوم یہ ہوا کہ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ انسان پر تنگی نہ ہو بلکہ وہ اللہ تعالی کی پیدا کردہ اشیاء سے فائدہ اُٹھائے۔
مولانا غلام رسول سعیدیؒ مذکورہ آیتِ مبارکہ کی تفسیر کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے نفع کے لیے زمین میں تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اس آیت میں "لام "انتفاع کے لیے ہے۔سبب اور تعلیل کے لیے نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے کسی فعل کی کوئی علت نہیں ہوتی،اس آیت سے جمہور فقہاء اور اصولین نے یہ استدلال کیاہے کہ احکام شرعیہ کے وارد ہونے سے پہلے اصل میں سب اشیاء مباح ہیں پھر جب احکام شرعیہ وارد ہوئے تو بعض کام واجب ہوگئے اور بعض کام حرام ہو گئے"۔[20] -

سورۃ الانعام میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ[21] ۔

" اور تمہارے لیے کونسی رکاوٹ ہے جس کی بنا پر تم اس جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو؟حلانکہ اس نے وہ چیزیں تمہیں تفصیل سے بتا دی ہیں جو اس نے تمہارے لیے (عام حالات) میں حرام قرار دی ہیں،البتہ جن کو کھانے پر تم بالکل مجبور ہی ہو جاؤ(تو ان حرام چیزوں کی بھی بقدر ضرورت اجازت ہو جاتی ہے)۔"

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

یہ آیتِ کریمہ دو طریقوں سے (اشیاء میں اباحت اصل ہونے پر) دلالت کرتی ہے: پہلا یہ کہ اللہ تعالی نے ان پر اس وجہ سے توبیخ کی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے نام پر ذبح شدہ جانوروں کو نہیں کھاتے،اگر اشیاء میں اصل اباحت نہ ہوتی تو یہ ذم اور توبیخ نہ ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: (وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ) جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حرام چیزوں کا بیان کیا ہے۔ لہٰذا جس چیز کی حرمت اللہ تعالی نے بیان نہ کی ہو وہ حرام نہیں اور جو حرام نہیں وہ حلال (مباح) ہے[22]۔

سورۃ المائدۃ میں ارشاد باری تعالی ہے:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ۔۔۔[23]

ترجمہ: لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کونسی چیزیں حلال ہیں؟ کہہ دو کہ: تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔(آسان ترجمہ قرآن)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"حلال کا دائرہ تو بہت وسیع ہے چند چیزوں کو چھوڑ کر جن میں کوئی دینی یا بدنی نقصان تھا، دنیا کی تمام ستھری اور پاکیزہ چیزیں حلال ہیں"۔[24]

سورۃالاعراف میں ارشادِ باری تعالی ہے:

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۔[25]

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو — یاد رکھو کہ اللہ تعالی فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔(آسان ترجمہ قرآن)

مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"اشیاء عالم میں اصل اباحت و جواز ہے۔ جب تک کسی دلیل سے حرمت و ممانعت ثابت نہ ہو کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ایک مسئلہ اس آیت سے احکام القرآن میں جصاص کی تصریح کے مطابق یہ نکلا کہ دنیا میں جتنی چیزیں کھانے پینے کی ہیں — اصل ان میں یہ ہے کہ وہ سب جائز اور حلال ہیں — جب تک کسی خاص چیز کی حرمت و ممانعت کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو جائے ہر چیز کو جائز و حلال سمجھا جائے گا — اس کی طرف اشارہ اس بات سے ہوا کہ **کُلُوا وَاشْرَبُوا** کا مفعول ذکر نہیں فرمایا کہ کیا چیز کھاؤ پیو اور علماء کی تصریح ہے کہ ایسے موقع پر مفعول ذکر نہ کرنا اس کے عموم کی طرف اشارہ ہوا کرتا ہے کہ ہر چیز کھا سکتے ہو؛ بجز ان اشیاء کے جن کو بالتصریح حرام کر دیا گیا ہو"۔[26]

مذکورہ آیات کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اشیاء میں اباحت ہے اور حرمت کے لیے دلیل شرعی کا ہونا ضروری ہے۔

مذکورہ قاعدے کا ثبوت احادیث نبویہ سے

اباحت اصلیہ کے قائلین نے اپنے مؤقف پر قرآن کے علاوہ احادیث سے بھی استدلال کیا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالی نے فرائض مقرر کیے ہیں انہیں ضائع مت کرو، اور حدود مقرر کیے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اور بہت سی چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے نہ اس وجہ سے کہ وہ بھول گیا ہے بلکہ تم پر رحم کرتے ہوئے، لہٰذا انہیں قبول کرو اور تکلف سے کام نہ لو"۔[27]

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حلال وہ ہے جسے کو اللہ نے حلال قرار دیا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا اور جس چیز سے وہ خاموش رہا وہ معاف ہے"۔[28]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں جو چیز حلال قرار دی ہے وہ حلال ہے اور جو چیز حرام قرار دی ہے وہ حرام ہے اور جس چیز کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے وہ قابلِ معافی ہے۔پس اللہ تعالی کی طرف سے اس کی دی ہوئی رعاتیں قبول کرو کیونکہ اللہ تعالی کسی چیز کو بھولنے وال نہیں ہے"۔[29]-

اس حدیث کی تشریح میں ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جس چیز کی حلت و حرمت کا بیان اللہ تعالی نے نہ کیا ہو تو وہ معاف (مباح) ہےاس سے معلوم ہوا کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔[30]-

مذکورہ قاعدے کا ثبوت اجماع سے

اشیاء میں اصل اباحت ہے (یعنی کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً مباح ہیں اس پر پوری اُمّۃ کا اجماع ہے، علامہ ابن تیمیہؒ نے فتاویٰ ابن تیمیہ میں اس اصول کے بارے میں تمام علماء کے اجماع کا قول نقل کیا ہے۔[31]-

مذکورہ قاعدہ قیاس اور عقل کی روشنی میں

مذکورہ قاعدہ قرآن وسنت اور اجماع کے علاوہ عقل اور قیاس کے بھی عین مطابق ہے-

عبداللہ بن یوسف الجدیع فرماتے ہیں:

"یہ قاعدہ قرآن وسنت کی صریح نصوص سے ثابت ہے اور صریح عقل و قیاس کے مطابق ہے کیونکہ شریعت کے عظیم مقاصد میں سے یہ ہے کہ حرج اور تنگی نہ ہو اور مباح ہونے میں مکلّف کو کام کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے، جس سے حرج ختم ہو جاتا ہے"۔[32]-

مذکورہ قاعدے سے مستثنیٰ اشیاء

قاعدہ اباحت کے ذیل میں بعض امور ایسے ہیں جن پر قاعدہ اباحت کا اطلاق نہیں ہوتا۔ذیل میں ان اُمور کو بیان کیا جاتا ہے:

1- نجس اشیاء

جو چیزیں نجس ہیں ان میں اصل اباحت نہیں بلکہ حرمت ہے۔[33]-

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔[34]-

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوے کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے بچو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو (آسان ترجمہ قرآن)۔

2-مضر اشیاء

مضر اشیاء میں اصل حرمت ہے، جب کہ فائدے والی چیزوں میں اصل اباحت ہے[35]- مشہور فقیہ علامہ عبدالرحمٰن المقدسی فرماتے ہیں: "مضر چیزیں بھی حرام ہیں جیسے زہر وغیرہ"[36]-

ضرر والی اشیاء میں حرمت اصل ہونے کی دلیل آپ ﷺ کا یہ ارشادِ مبارک ہے:

"لا ضرر ولا ضرار"[37]-

ترجمہ: (اسلام میں) نقصان اُٹھانا اور نقصان پہنچانا جائز نہیں-

3-شرمگاہ (فروج)

فروج بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں، یعنی ان میں بھی اصل حرمت ہے جب تک اباحت کی دلیل نہ ہو گی انہیں حرام تصور کیا جائے گا-

فقہاء نے لکھا ہے:

"الأصل في الأبضاع التحريم"[38]-

شرمگاہوں میں اصل تحریم ہے-

قاعدہ اباحت سے اس کے استثناء کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے شرمگاہوں کو محفوظ و مامون قرار دیا ہے اس لیے ان میں حرمت کو اصل ٹھہرایا گیا-ان کا جواز صرف توالد و تناسل کی ضرورت کی وجہ سے ہے اسی لیے فقہاء کہتے ہیں۔

"نکاح میں اصل حرمت ہے یہ صرف توالد و تناسل کی وجہ سے مباح کیے گئے ہیں"[39]۔

4-جان، مال اور عزت وآبرو

اس قاعدے سے خون، مال اور عزت وآبرو بھی مستثنیٰ ہیں، کیونکہ جان، مال اور عزت وآبرو میں اصل حرمت ہے[40]۔

اس استثناء کی بنیاد درج ذیل حدیث مبارکہ ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فإن دماءكم، وأموالكم، وأعراضكم، بينكم حرام--"[41]-

ترجمہ: بے شک تمہارے خون تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں-

5-عبادات

مذکورہ قاعدہ عبادات پر بھی منطبق نہیں ہوتا اس لیے کہ عبادات میں اصل توقف ہے اور کوئی خاص طریقہ جس کے بارے میں شریعت خاموش ہو اسے عبادت نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ عبادات اور ان کے ہیئت و طریقہ کو قرآن وسنت سے ہی ثابت کیا جا سکتا ہے ورنہ نئی نئی عبادات کے ایجاد کا حق ہوگا اور وہ ایجاد کردہ عبادتیں اس اصول پر درست اور مباح قرار پائیں گی جس کے نتیجہ میں بدعت کے دروازے کھولیں گے۔

علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"عبادات میں اصل توقف ہے لہٰذا کسی چیز کو عبادت نہیں کہا جائے گا جب تک اللہ تعالی کی طرف سے اس کی مشروعیت نہ ہو، ورنہ اس آیت کریمہ کے مصداق بن جائیں گے"؛ارشادِ باری تعالی ہے:

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ[42]

ترجمہ: کیا ان (کافروں) کے کچھ ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے ایسا دین طے کر دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے؟

جب کہ عادات میں اصل اباحت اور جواز ہے لہٰذا کسی عادت کو ناجائز نہیں کہا جائے گا جب تک شریعت سے اس کا عدمِ جواز ثابت نہ ہو[43]۔

مذکورہ قاعدہ کی تطبیق سے متعلق کچھ اہم ضوابط بمع جدید امثلہ

ضابطہ نمبرا

اگر حلت و حرمت دونوں کے دلائل پائے جائیں لیکن کوئی مرجح نہ ہو تو حرمت کو ترجیح ہوگی[44]۔

ضابطہ نمبر2

جن چیزوں میں اصل حلت ہے ان پر حرمت کا حکم اس وقت تک نہیں لگا سکتے جب تک اس کا تحقیقی ثبوت نہ ہو[45]۔

ضابطہ نمبر3

جن چیزوں میں اصل حرمت ہے ان پر حلت کا حکم اس وقت تک نہیں م لگا سکتے جب تک اس کا تحقیقی ثبوت نہ ہو[46]۔

مثال

گوشت میں اصل حرمت ہے لہٰذا گوشت اور اس کی مصنوعات کو حلال قرار دینے کے لیے حلت کی دلیل ضروری ہے۔مسلم ممالک میں تیار شدہ گوشت اور اس کی مصنوعات میں جانب حلت کو ترجیح ہوگی الا یہ کہ حرمت کا ثبوت مل جائے۔اس کے برعکس غیر مسلم ممالک

میں تیار شدہ گوشت اور اس کی مصنوعات میں جانب حرمت کو ترجیح ہو گی اور حلت کے ثبوت کے لیے دلیل ضروری ہے، کیونکہ ظن غالب یہ ہے کہ اول الذکر میں شرعی ذبیحہ کی شرائط کو پورا کیا جاتا ہے اور ثانی الذکر میں نہیں[47]۔

ضابطہ نمبر 4

اگر مشکوک چیز کا پایا جانا یقینی ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ حلال ہے یا حرام تو جانب حرمت کو ترجیح ہو گی[48]۔

ضابطہ نمبر 5

یہ قاعدہ ان اشیاء پر لاگو ہو گا جو قدرتی حالت میں ہوں، انسانی صنعت کے دخل کے بعد حکم بدل سکتا ہے۔

چنانچہ نباتات (مثلا پھل اناج وغیرہ) میں اصل اباحت ہے لہٰذا ان کو اس وقت تک حرام قرار نہیں دے سکتے جب تک اس کی دلیل نہ ہو۔البتہ جب ان سے مصنوعات بنتی ہیں یا ان کی پیکنگ وغیرہ ہوتی ہے تو ان میں مختلف چیزیں ڈالی جاتی ہیں۔چنانچہ اگر کسی مشکوک چیز کے ڈالے جانے کا یقین یا ظن غالب ہو تو مذکورہ قاعدہ پر عمل نہیں ہو گا بلکہ حلت کے لیے دلیل ضروری ہے[49]۔

مثال

پھل حلال ہیں لیکن جب ان سے جوس تیار کیا جاتا ہے تو اس میں مختلف مقاصد کے لیے مختلف اشیاء ملائی جاتی ہیں جن میں سے بعض مشکوک بھی ہوتی ہیں، مثلاً: کوچنیل (قرمز) کیڑے کو کچل کر حاصل کردہ سرخ رنگ جسے کارمنک ایسڈ کہا جاتا ہے (اس کا ای نمبر 120 ہے)۔پس معلوم ہوا کہ انسانی فعل سے حکم بدل سکتا ہے[50]۔

ضابطہ نمبر 6

اگر کوئی چیز پہلے حرام یا نجس تھی بعد میں حلت کا احتمال پیدا ہو گیا لیکن اس کا یقین نہ ہو تو جانب حرمت کو ترجیح ہو گی اور اگر اس کے برعکس ہو تو جانب حلت کو ترجیح ہو گی۔ تبدیلِ ماہیت میں اگر شک ہو تو اس قاعدے کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔گویا اس صورت میں مذکورہ قاعدہ کی بجائے الاصل بقاء ماکان علیٰ ماکان پر عمل ہو گا[51]۔

مثال

جیلیٹن ایک کثیر المقاصد اور کثیر الاستعمال پروٹین ہے۔چنانچہ درج ذیل چیزوں میں اس کا استعمال عام ہے:

- ٹافیاں
- آئس کریم
- ڈیزرٹ (کھانے کے بعد دی جانے والی میٹھی چیز)

- دوائیں
- کاسمیٹکس
- دہی
- فوٹو گرافی وغیرہ

یہ خنزیر، گائے، مچھلی، بعض سبزیاں وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے-

اس کی کل پیداوار کا 44٪ خنزیر کی کھال سے حاصل ہوتا ہےاور 57٪ گائے کی ہڈیوں اور کھال سے – نیز دنیا بھر میں اس کی کل پیداوار کا78٪ امریکہ اور یورپ پیدا کرتے ہیں-اب ظاہر ہے کہ درآمد شدہ جیلیٹن کے حرام ہونے کے امکانات زیادہ ہیں، اور اس کے حلال ہونے کے لیے ایک صورت یہ ہے کہ اس کی ماہیت بدل جائے- چنانچہ جب تک یہ ثابت نہ ہو اس کو حلال قرار نہیں دے سکتے[52]-

ضابطہ نمبر7

کیڑے مکوڑوں اور حشرات الارض میں جمہور فقہاء کے نزدیک اصل حرمت ہے بوجہ استخباث کہ لہٰذا جن چیزوں میں ان کا پایا جانا یقینی ہو ان میں تعارض کے وقت جانب حرمت کو ترجیح ہو گی، اور اگر محض احتمال ہو تو جانب حلت کو ترجیح[53]-

مثال

مختلف مصنوعات مثلاً کاسمیٹکس میں ڈالا جانے والا سرخ رنگ (جس کا ای نمبر 120 اور صنعتی نام کارمنک ایسڈ ہے) بکثرت کوچنیل (قرمز) کیڑے کو کچل کر حاصل کیا جاتا ہے-اب اگر کسی مصنوع میں یہ ای نمبر ڈالا جاتا ہو یا اس کا ظن غالب ہو تو اس مصنوع کو اس وقت تک حلال قرار نہیں دے سکتے جب تک حلت کی کوئی دلیل (مثلاً تبدیلِ ماہیت) نہ پائی جائے- لیکن محض سرخ رنگ کی بنا پر کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس کو حلال ذرائع سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے-البتہ درآمدی مصنوعات کے حوالے سے اور درآمد شدہ سرخ رنگ کے حوالے سے حتی الوسع تحقیق ضروری معلوم ہوتی ہے کیونکہ تجارتی سطح پر بیرون ملک بالخصوص یورپی ممالک میں مذکورہ کیڑے سے سرخ رنگ کا حصول بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے[54]-

ضابطہ نمبر8

اگر حرام چیز کی ملاوٹ ثابت ہو جائے اگرچہ قلیل مقدار میں ہو تو وہ چیز اس قاعدے کی رو سے حلال نہیں ہو گی –البتہ دیگر قواعد پر اس کو پرکھا جائے گا کہ حلال کا حکم اس پر لگا سکتے ہیں کہ نہیں[55]-

ضابطہ نمبر 9

جن اشیاء میں انسانی اجزاء واعضاء ملائے جاتے ہیں ان میں حرمت کو ترجیح ہو گی۔

مثال

ڈبل روٹی اصلا حلال ہے کیونکہ اس کے اجزاء عام طور پر حلال ہوتے ہیں لہٰذا عام حالات میں تحقیق کی ضرورت نہ ہو گی ۔لیکن اگر اس میں ایل سسٹی این (L-cysteine) ملایا جائے تو پھر تحقیق ضروری ہو گی کیونکہ مذکورہ جز زیادہ تر انسانی بالوں اور بطخ کے پروں سے حاصل کیا جاتا ہے۔نیز خنزیر کے بال ،گائے کے سینگ اور پٹرول کی ذیلی مصنوعات سے بھی حاصل کیا جاتا ہے۔اب ظاہر ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے مذکورہ قاعدہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔

ضابطہ نمبر 10

ملٹی نیشنل کمپنیاں حکم میں غیر مسلم ممالک کی طرح ہو نگی، کیونکہ ان کے مالک اکثر و بیشتر غیر مسلم ہوتے ہیں اور ان کے اجزائے ترکیبی بھی اکثر و بیشتر باہر سے آتے ہیں اگرچہ حتمی مصنوعات کسی مسلم اکثریتی ملک میں تیار ہوں۔

مثال

چکن کیوب ایشیائی ممالک (بشمول پاکستان) میں کثرت کے ساتھ فروخت ہوتا ہے اور اس میں مرغی کے گوشت کے اجزاء یقینی طور پر پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے بنانے والی ایک مشہور اور ملٹی نیشنل کمپنی ہے ۔اب یہ نہیں معلوم کہ گوشت کے یہ اجزاء کہاں تیار ہوئے اور کس نے تیار کیے ؟اس لیے ہماری رائے میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ایسی اشیاء کی تحقیق ہونی چاہیے[56]۔

نتیجہ بحث

مذکورہ قاعدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور اشیاء کی اباحت کے قائل ہیں اور یہ بات قرآن و سنت ،اجماع اور قیاس سے بھی ثابت ہے۔البتہ اس قاعدہ سے کچھ اشیاء کو فقہاء نے مستثنیٰ قرار دیا ہے جن کا مسائل کے بیان کرنے میں خیال رکھنا ضروری ہے۔اور قاعدہ کے استعمال میں افراط و تفریط کا شکار ہوئے بغیر قرآن و سنت اور فقہاء کے استنباط کو سامنے رکھ کر پیش آمدہ مسائل اور بالخصوص غیر مسلم ممالک سے کھانے پینے اور کاسمیٹکس کی شکل میں درآمد ہونے والی اشیاء کے (حلت و حرمت سے متعلق) حکم کا تعین کیا جائے۔ اول تو اس لیے کہ یہاں ان اشیاء میں حرام کے استعمال کا غالب گمان ہے بلکہ بعض صورتوں میں متحقق ہے پھر اس پر مستزاد یہ کہ خود ان ممالک کے متدین لوگ ان اشیاء کو استعمال کرنے سے گریزاں ہیں ۔ان کا یہ طرز عمل اگرچہ حجت نہیں تاہم کم از کم یہ تائید ضرور ہے ۔مزید یہ کہ اس قاعدہ/اصول کو اتنا زیادہ عام بھی نہیں کرنا چاہیے جس کی وجہ سے موجودہ دور کی مصنوعات میں تحقیق کا

مزاج ہی ختم ہو جائے- تحقیق کا مزاج اس وقت تک رہے گا جب تک انسان غور و خوض کرتا رہے گا- اگر پہلے سے ہی طے کر لیا جائے چیزوں میں اباحت اصلیہ کا اصول ہے لہٰذا ہمیں کسی چیز میں زیادہ غور کرنے کی ضرورت نہیں تو پھر مسلمان حرام کی طرف چلے جائیں گے-بہت سے ایسی حرام چیزیں ہیں جو ہماری مصنوعات میں شامل ہو جاتی ہیں اگرچہ ہمارے پاس شرعی ذریعہ تو نہیں کے ہم ان کے بارے میں واضح طور پر حرام کا حکم لگائیں – لیکن یہ ہے اگر وہ مصنوع مکروہ کے درجے میں رہے گی تو بہر حال اس کا اثر ہماری صحت ،اخلاقیات اور معاملات پر بھی پڑے گا- اس لیے کہ حرام کا جو اثر ہے وہ انسان کے پورے جسم پر آتا ہے –بعینہٖ حلال کا اثر بھی انسان کے پورے جسم پر آتا ہے-

References

[1]-السیوطی، جلال الدین، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیۃ، 1990ء، 60/1؛ الحصکفی، الحنفی، محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدین، الدر المختار شرح تنویر الأبصار و جامع البحار، دار الکتب العلمیۃ، 1423ھ، 20/1

Al-Syūṭy, Jalāl Al-Dīn, Al Ashbāh Wal Nẓāir, Dar Al- ktb Al-Ilmīah,1990,vol:1,p:60; Al-ḥṢkfy, Al-ḥnfy, Muhammad bn Alī bn Muhammad Al-ḥṢnī, Al Dur Al Mukhtār Shrh Tanwīr Al-AbṢār Wa Jamʿ Al-Bḥar, Daral-ktb Al-Ilmiyah,1423A.H,vol:1,p:20

[2]-السرخسی، شمس الائمۃ، محمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط، بیروت، دار المعرفۃ، 1993ء، 77/24

Al-Srkhsy, Shams Al-ʾAimmah, Muhammad bn Ahmad bn Aby Shl, Al-Mbsūt, Beirut, Dar Al-mʿ ārifah,1993,vol:24,p:77

[3]-ابن عبد البر، النمری، القرطبیؒ، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد، التمہید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید، تحقیق، مصطفی بن احمد العلوی-- ، وزارۃ عموم الاوقاف و الشؤون الاسلامیۃ-المغرب، 1387ھ، 95/17

Ibn-e-ʿAbd Al-Br, Al-Nmrī, Al-Qurṭby, Abū ʿAmr Yūsuf bn Abdullah bn Muhammad, Al-Tmhīd lmā fy Al-mʾūṭa min Al-Mʿeany Wal-Asanīd, Wezaret ʿAmʿūm Al-Aūqāf Wal-Shʾūwn Al-Islamiah – Al-Mghrib,1387 A.H,vol:17,p:95

[4]- نفس المصدر، 205/9

Ibid,vol:9,p:205

[5]-الرازی، فخر الدین، ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی، المحصول، تحقیق، ڈاکٹر طٰہٰ فیاض العلوانی، مؤسسۃ الرسالۃ، 1997ء، 97/6

Al-Razy, Fakhr Al-Dīn, Abū Abdullah Muhammad bn ʿUmer bn Al- ḥasan bn Al- ḥusīn Al-Taīmy, Al-MḥṢūl, Mʾwssaseh Al-Risālah,1997,vol:6,p:97

[6]-بخت شید، فقہی قاعدہ "الاصل فی الاشیاء" کی توضیح اور عملی تطبیق، برجس، ج2ش1، جنوری-جون 2015ء، ص112

Bkht-e-Shīd, Fiqhy qaʿidah “ Al-AṢl fy Al-Ashīāʾ ” ky Tūdhīh aūr ʿAmly Tṭbīq, Birjus, January-June,2015,vol:2,part:1,p:112

[7]-شعبہ شرعی تحقیق، حلال فاؤنڈیشن، اشیاء میں اصل اباحت کے تناظر میں درآمد شدہ اشیاء کا حکم، شعبہ نشرواشاعت، حلال فاؤنڈیشن کراچی، پاکستان، س-ن، ص 3-2

Shʿebah Sherʿey Tḥqīq, Halāl Foundation, Ashīāʾ Maīn AṢal Ibaḥat ky Tnaẓur Maīn Drāmed Shudah Ashīāʾ ka ḥukm, Shʿebah Nshrū Ashaʿet, Halal Foundation, Karachi,Pakistan,N-D,p:2-3

[8]-البخاری، عبدالعزیز، کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام البزدوی، مکتب الصنائع، 1307ھ، ص146/3

Al-Bukhāry, Aʿbdul Azīz, Kshf Al-Asrār Uʿn AṢūl-e-Fkhral-Islam Al-Bzdwy, Mktb Al-Ṣnaʾe,1307 A.H,vol:3,p:146

[9]-وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ-الکویت، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، الکویت، دارالسلاسل، 1404-1427ھ، 108/19

Wezārah Al-Aūqāf Wa Al- Sha`wn Al- Islāmiah Al-Kuwait, Al- Mwsw`ah Al-Fiqhīah Al-kuwaitīah, Dar Al-Selāsil,1404-1427h,6/31

[10]-اشیاء میں اصل اباحت کے تناظر میں درآمد شدہ اشیاء کا حکم، ص9

Ashīaʾ Maīn AṢal Ibaḥat ky Tnāẓur maīn Drāmed shudah Ashīaʾ ka ḥukem, p:9

[11]-الزرکشی، ابوعبداللہ، بدرالدین محمد بن عبداللہ بن بہادر، دارالکتبی، البحر المحیط فی اصول الفقہ، 1994ء، 214/1

Al-Zrkshy, Abu Abdullah, Badar Al-Dīn Muhammad bn Abdullah bn Bhadur, Dar Al-ktby, Al-Bhr Al-Muhīt Fy AṢūle Al-fiqh, 1994, vol:1, p:214

[12]-شاہ، عارف علی، مفتی، حلال سرٹیفیکیشن (شریعت کی روشنی میں)، کراچی، ادارۃ النور، 2015ء، ص102

Shah, ʿArif Ali, Mufty, Halāl Certification (Sharīʿat ky Rūshny Maīn), Karachi, Idarah Al-Nūr, 2015, p:102

[13]-ابن عابدین، الحنفی، محمد امین، حاشیہ ردالمختار علی الدر المختار، بیروت، دارالفکر، 1415ھ، 113/1و161/4؛ ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم بن محمد، المصري، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت—لبنان، 1419ھ، 57/1

Ibn-e-`ābedīn, Al- ḥnfy Muhammad Amin, Hāshīa Rud Al-Mukhtār `Elā Al-Dur Al-Mukhtar, Bīrut, Dar Al-Fkr, 1415A.H, vol:1,p:113;Ibn Nujīam, Zain Al-Dīn bn Ibrahīm bn Muhammad, Al-MṢrī, Al-Ashbāh Wa Al-nẓāʾir, Dar Al-ktb Al-ʿlmīah, Beirut-Lebanon,1419A-H, vol:1,p:57

[14]-الاشباہ والنظائر (للسیوطی)، 60/1

Al-Ashbāh Wa Al-Nẓāʾir (Lil Syūṭy), vol:1, p:60

[15]-ابن عاشور، التونسی، محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر، التحریر والتنویر، تونس، الدار التونسیۃ للنشر، 1984ء، 381/1؛ الشنقیطی، الولاتی محمد یحیی بن عمر المختار، ایصال السالک فی اصول الامام مالک، تونس، المطبعۃ التونسیۃ، 1928ء، ص20

Ibn-e-ʿ āshūr, Al-Tūnsy, Muhammad Al-ṭahir bn Muhammad, Al-Tḥrīr Wa Al-Tenwīr, Tunus, Al-Dar Al-Tūnsīah lil-Nshr,1984, vol:381, p:1; Al-Shenqīṭy, Al-Wlāty Muhammad Yḥyā bn ʿUmer Al-Mukhtar, Aīsal Al-Salik fy UṢūle Al-Imām Mālik, Tunus, Al-mtbʿah Al-Tūnsīa, 1928, p:20

[16]-ایصال السالک فی اصول الامام مالک، ص20

Aīsal Al-Salik fy UṢūle Al-Imam Malik, p:20

[17]-حلال سرٹیفیکیشن، ص103

Halāl Certification, p:103

[18]-ابن قدامۃ، المقدسی، ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرۃ، س-ن، 412/9

Ibn-e-Qdamah, Al-Muqedsy, Abu Muhammad Mūqaf Al-Dīn Abdullah bn Ahmad, Al-Mghny, Mktbah Al-Qaherah, N-D, vol:9, p:412

[19]-البقرۃ:2:29

Al-Baqerah,2:29

[20]-سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، لاہور، فرید بک سٹال، 2003ء، 346/1-348

Saʿīdy, Ghulam Rasūl, Tbīān Al-Qurān, Lahore, Farīd Book Stall, 2003, vol:1, p:346-348

[21]-سورۃ الانعام:6:119

Al-Anʿām,6:119

[22]-ابن تیمیہ، تقی الدین، ابو العباس احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاویٰ، تحقیق، عبدالرحمن بن محمد بن قاسم، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، المدینۃ النبویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، 1995ء، 536/21

Ibn-e-Taīmīah, Tqy Al-Dīn, Abu Al-ʿAbbās Aḥmad bn ʿAbdal-ḥalīm, Mjmūʿe Al-Ftawā, Al-Memlekt Al- ʿArbīah Al-Saʿūdīah, Al-Madīnah Al-nabawīah, Mjmʿe Al-Mlk Fhd lṭbaʿah Al-MuṢḥuf Al-Sharīf, 1995, vol:26, p:536

[23]-المائدۃ:5:4

Al-Māʾidah,5:4

[24]-عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، مکتبہ الحسن، لاہور، جامعہ اشرفیہ، 2004ء، 499/1

Usmāny, Shabīr Ahmad, Tafsīr ʿUsmāny, Mktbah Al-ḥasan, Lahore, Jāmʿia Ashrafīah, 2004, vol:1, p:499

[25]-الاعراف:7:31

Al-Aʿrāf,7:31

[26]-محمد شفیع، مفتی، تفسیر معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، س-ن، 545/3

Muhammad Shaf īʾ, Mufty, Tafsīr Mʾearif Al-Qurān, Karachi, Idarah Al-mʾearif, N-D, vol:3,p:545

[27]-الطبرانی ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، المعجم الصغیر، تحقیق، محمد شکور محمود الحاج امریر، دار عمار-بیروت، عمان، 1405ھ، 249/2، ح:1111

Al-Tbrany Abu Al-Qasim, Sulīman bn Ahmad bn Ayūb bn Muṭīar, Al Moʿjum Al-Ṣeghīr, Dar ʿAmmār-Bīrut, Ommān, 1405A.H,vol:2, p:249, Hadith no:1111

[28]-الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، سنن الترمذي، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، 1395ھ- باب: ماجاء فی لبس الفراء، 220/4، ح:1726

Al-Tirmaḍī, Abu ʿEīsa, Muhammad bn ʿEīsa bn Al- Dhḥak, Sunan Al- Tirmaḍī, Al-Nashir, Sharikah Mktbah Al- ḥlbī- Egypt, 1395 A.H, Bāb: Mā jāʾ Fy lubsi Al-Ferraʾ,vol:4,p:220, Hadith no:1726

[29]-البزار، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بن عبیداللہ العتکی، مسند البزار، تحقیق، عادل بن سعد، المدینۃ المنورۃ، مکتبۃ العلوم والحکم، 2009ء، 26/10، ح: 4087

Al-Bezzār,Abu Bakar Ahmad bn ʿUmr bn ʿAbdul khaliq, Mesnud-e-Al-Bezzār, Thqīq, ʿAadil bn Saʿd, Al-Madīnah Al-Munaūrah, Mktbah Al-ʿAlūm Wa Al-ḥikam,2009,Hadith no: 4087,vol:10,p:26

[30]-ملا علی قاری، ابوالحسن نورالدین، مرقاۃ المفاتیح، بیروت، دارالفکر، س-ن، 479/12

Mulā ali qary, abu al-ḥsan nūr al-dīn, Mrqat al-mfatīh, bīrūt, Dar al-fkr, N-D, vol:12, p:479

[31]-مجموع الفتاویٰ، 538/21

Mjmūʿe Al-Ftawā, vol:21,p:538

[32]-الجدیع، عبداللہ بن یوسف بن عیسیٰ بن یعقوب الیعقوب، تیسیر علم أصول الفقہ، بیروت، دار صادر، 1997ء، 48/1

Al-Jdī ʿe, Abdullah bn Yūsuf bn ʿEsa bn Yʿaqūb Al- Yʿaqūb, Taīsīr ʿIlm-e-Usūle Al-fiqh, Bīrūt, Dar Sadir, 1997, vol:1,p:48

[33]-المقدسی، عبدالرحمن بن ابراہیم بن احمد، العدۃ شرح العمدۃ، القاہرۃ، دارالحدیث، 1424ھ، 485/1

Al-Muqadusy, Abdur Rehman bn ʾIbrahīm bn Ahmad, Al-ʿUddah Sheraḥ Al-ʿUmdah, Al-Qahirah, Dar Al-Hadith, 1424 A.H, vol:1,p:485

[34]-المائدۃ:5:90

Al-Māʾidah,5:90

[35]-احمد بن عبداللہ بن حمید، الشرح علی شرح جلال الدین المحلیٰ للورقات، دار الکتب العلمیۃ، س-ن، 222/1

Ahmad bn Abdullah bn Hamīd, Al-Sheraḥ ʿEla Sheraḥ Jālāl Al-Dīn, Al-Muhella Lil Weraqāt, Dar Al-Ktb Al-Ilmīah, D-N,vol:1,p:222

[36]-العدۃ شرح العمدۃ، 485/1

Al-ʿUddah Sheraḥ Al-ʿUmdah,vol:1, p:485

[37]-ابن ماجہ، ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ، تحقیق، شعیب الارنؤوط، دار الرسالۃ العالمیہ، 1430ھ، باب: من بنی فی حقہ مایضر بجارہ، 430/3، ح:2341

Ibn-e-Mājah, Abu Abdullah, Sunan Ibn-e-Mājah, Dar Al-Risalet Al- ʿAālmīah, 1430A.H, Bab: Mun Bna Fy Haqqihi Ma YDhrru Bijārihi, vol:3, p:430, Hadith no:2341

[38]-الاشباہ والنظائر (للسیوطی)، 61/1؛ الاشباہ والنظائر (لابن نجیم)، 57/1

Al-Ashbāh Wa Al-Nẓāʾir (Lil Syūṭy), vol:1, p:61; Al-Ashbāh Wa Al-Nẓāʾir (Li Ibn-e-Nujaīm), vol:1, p:57

[39]-الحنفی، محمد بن حسین، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتاب الاسلامی، س-ن، 255/3

Al-ḥnfy, Muhammad bn Husain, Al-Bhr Al-Raʾiq Sherah knz Al-Dqaʾiq, Dar Al-ktāb Al-Islāmy, N-D, vol:3, p:255

[40]-القرافی، شہاب الدین احمد بن ادریس المالکی، شرح تنقیح الفصول، شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ، 1973ء، 204/3

Al-Qerafy, Sheḥab Al-Dīn Ahmad bn Idrīs Al-Malky, Sheraḥ Tenqīḥ Al-FaṢūl, Sharikah Al-ṭbaʿah Al-Fennīah Al-Muttaḥidah,1973, vol:3, p:204

[41]-البخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع، 24/1، ح:67

Al-Bukhāry, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismaʿīl, Al-jamʿe Al-Bukhāry, Dar tūq Al-Njat, 1442 A.H, Kitāb Al-ʿIlm, Bab Qūl Al-Nabiyyi (Peace Be Upon Him) Rūba Mubelighin Aūʿa Min Samʿe, vol:1, p:24, Hadith no:67

[42]-الشوریٰ 21:42

AL-Shūra, 42:21

[43]-الجیزانی، محمد بن حسین بن حسن، معالم اصول الفقہ عند اھل السنۃ والجماعۃ، دار ابن جوزی، 1427ھ، 310/1

Al-Jīzani, Muhammad bn Husaīn bn ḥasan, Mʿealim AṢūl Al-fiqh ʿEndi Ahle Al-Sunnah Wa Al-Jmaʿah, Dar Ibn-e-Joūzi, 1427 A.H, vol:1,p:310

[44]-الاشباہ والنظائر (للسیوطی)، 134/1

Al-Ashbāh Wa Al-nẓaʾir (Lil Syūṭy), vol:1, p:134

[45]-الاشباہ والنظائر (لابن نجیم)، 76/1

Al-Ashbāh Wa Al-nẓaʾir (Li Ibn-e-Nujīam), vol:1, p:76

[46]-ابن قدامہ، المقدسی، الشرح الکبیر، ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، القاھرۃ-جمھوریۃ مصر العربیۃ، 1415ھ، ص 22/4

Ibn-e-Qdāmāh, Al-Muqadusy, Al-Sherh Al-kabīr, Hjr Lil ṭbaʿah Wa Al-Neshr.., Al-Qāhirah Jmhūrīah MṢr Al- ʿArabīiah, 1415A.H, vol:4,p 22

[47]-اشیاء میں اصل اباحت کے تناظر میں درآمد شدہ اشیاء کا حکم، ص 15

Ashīaʾ Maīn AṢal Ibaḥat ky Tnāẓur maīn Drāmed shudah Ashīaʾ ka ḥukem, p:15

[48]-الزرکشی، ابوعبداللہ، بدرالدین محمد بن عبداللہ بن بہادر، البحر المحیط فی اصول الفقہ، دارالکتبی، 1994ء، 186/1

Al-Bhr Al-Muhīt Fy AṢūle Al-fiqh, 1994, vol:1, p:186

[49]-اشیاء میں اصل اباحت کے تناظر میں درآمد شدہ اشیاء کا حکم، ص 18

Ashīaʾ Maīn AṢal Ibaḥat ky Tnāẓur maīn Drāmed shudah Ashīaʾ ka ḥukem, p:18

[50]- نفس المصدر، ص 18

Ibid,p:18

[51]-وہبہ، زحیلی، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دارالفکر، 1985ء، 534/8؛ اشیاء میں اصل اباحت کے تناظر میں درآمد شدہ اشیاء کا حکم، ص 20

Whbah, Zuḥaīly, Dr, Al-Fiqh Al-Islāmy Wa Adillatuhu, Damascus, Dar Al-Fkr,1985, vol:8,p:534; Ashīaʾ Maīn AṢal Ibaḥat ky Tnāẓur maīn Drāmed shudah Ashīaʾ ka ḥukem, p:20

[52]-اشیاء میں اصل اباحت کے تناظر میں درآمد شدہ اشیاء کا حکم، ص 21

Ashīaʾ Maīn AṢal Ibaḥat ky Tnāẓur maīn Drāmed shudah Ashīaʾ ka ḥukem, p:21

[53]-وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ-الکویت، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، الکویت، دارالسلاسل، 1404-1427ھ، 297/17؛ اشیاء میں اصل اباحت کے تناظر میں درآمد شدہ اشیاء کا حکم، ص 21

Al- Mwsw`ah Al-Fiqhīah Al-kuwaitīah, vol:17,p:297; Ashīaʾ Maīn AṢal Ibaḥat ky Tnāẓur maīn Drāmed shudah Ashīaʾ ka ḥukem, p:21

[54]-اشیاء میں اصل اباحت کے تناظر میں درآمد شدہ اشیاء کا حکم، ص 21

Ashīaʾ Maīn AṢal Ibaḥat ky Tnāẓur maīn Drāmed shudah Ashīaʾ ka ḥukem, p:21

[55]- نفس المصدر، ص 21

Ibid,p:21

[56]- نفس المصدر، ص 19

Ibid,p:19